ڈاکٹر زبیدہ جان

عالمگیری دور میں

بھارت اور وسطی ایشیا کے درمیان سفارتی روابط

مغل ہندوستان سے پہلے بھی ہندوستان اور وسطی ایشیا کے درمیان کئی طرح کے تعلقات کے موجود ہونے کی شہادت تواریخ میں ملتی ہے۔ اگرچہ وہ دور مغل عہد کے مقابلے میں اتنا ترقی یافتہ نہیں تھا تاہم تجارتی اور تمدنی روابط بالکل ہی منقطع نہیں تھے جب مغلوں نے ہندوستان کی سرزمین میں قدم رکھا تو ہندوستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ ہندوستان کی تاریخ کا یہ باب صدیوں پر محیط ہے۔ اس طویل مدت کے دوران ہندوستان کی معاشرتی، سیاسی، تجارتی، ثقافتی اور علمی و ادبی میدانوں میں ایک ایسا انقلاب وقوع پذیر ہوا جس کے عظیم اور شاندار آثار کم و بیش دو سو سال گذر جانے کے بعد بھی برصغیر پاک و ہند کے ماتھے پر ایک تابناک جھومر کی صورت میں موجود ہیں۔ مغل حکمرانوں کی آمد کے ساتھ ہی ہندوستان میں وسطی ایشیا کی زبانیں، فنی اور ادبی رجحانات، ثقافتی اور تمدنی رویے اور معاشرتی وطیرے وارد ہونا شروع ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستانی اور وسطی ایشیا کے آر پار مذہبی افکار و نظریات کا تبادلہ بھی شروع ہوا۔ علماء، شعراء، فن کار، صوفی وغیرہ بھی ایک خطے سے دوسرے خطے میں آنے جانے لگے۔ ان تمام اقدام سے ہندوستان اور وسطی ایشیا کے درمیان روابط فروغ پانے کے ساتھ ساتھ مستحکم بھی ہونے لگے۔ تاریخ منازل بخارا کے مترجم ڈاکٹر اقتدار حسین صدیقی "India's Cultural Relations with Central

Asia During the Medieval Period"

کے حوالے سے ہندوستان اور وسطی ایشیا کے مابین مختلف النوع تعلقات کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"India and Central Asia Seem to have had Political as well as Cultural relations Since times immemorial. Not only the invading hordes came from Central Asia, but merchants and Scholars also visited india in connection with their trade and search of knowledge. Religious influences spreading from one direction to the other started a process of resiprocal Cultural enrichment.

In medieval times also the old traditions were maintained. there was an unhindered overland trade carried on by merchants Carvans, and along with them travelled Scholars, Poets, artists and Sufis. there visit from one Country to the other led to the exchange of ideas and thought between the people of Central Asia and india" 1

اس سے قبل کہ ہم اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں مغل سلطنت اور وسطی ایشیا کے درمیان سفارتی روابط جو ہند وسطی ایشیائی "indo-Central Asian" تاریخ کا ایک اہم اور مفصل باب ہے۔ کا خاکہ پیش کریں۔ مغل عہد کے ہندوستان اور وسط ایشیا کا جغرافیائی خاکہ

آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کریں گے۔ مغل عہد کا ھندوستان موجودہ بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش پر ہی مشتمل نہیں تھا۔ بلکہ مغل حکمرانوں نے اس وسیع سلطنت کا دامن ایک طرف کشمیر تک پھیلایا اور دوسری طرف قندہار، جو کہ ایران کا حصہ تھا۔ اور بلخ و بخارا اور سمرقند جو کہ مغلوں کے آبا و اجداد کی سلطنت میں شامل تھے، بھی مغلوں کے زیر نگین تھے۔ حالانکہ بعد میں مغل سلطنت کی یہ ہیئت باقی نہیں رہی۔ وسطی ایشیا جسے درونِ ایشیا (Inner Asia) اور قلب ایشیا بھی کہا گیا ہے، ترکستان اور منگولیا کے وسیع و عریض علاقے جو بحر کیسپین CASPIAN SEA اور کھنگان کے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے، کا نام ہے۔ یہ علاقہ شمالی اطراف کے علف زاروں (GRASSLANDS) ترکلاماکان، گوگی صحراؤں، مرو، سمرقند اور بخارا کے نخلستانوں، قراقرم اور تین شان (TIEN SHAAN) کے پہاڑی سلسلوں، بائیکل (BAIKAL) ارال اور کیسپین کے بحیروں اور تبت کی مرتفع زمینوں پر محیط ہے۔ عام فہم زبان میں وسطی ایشیا ترکمانستان، تاجکستان، ازبکستان اور قرغزیا پر مشتمل ہے، لیکن ثقافتی اعتبار سے ایران، افغانستان اور تبت بھی اس میں شامل ہیں۔

مغلوں کا اصل وطن وسطی ایشیا ہی تھا۔ ان کے آبا و اجداد نے وسطی ایشیا کو مدتوں اپنی حکمرانی میں رکھا تھا۔ ھندوستان میں وارد ہونے کے بعد بابر سے اورنگ زیب تک ہر مغل تاجدار کے دل میں اپنے آباء کے وطن کو اپنے زیر نگین کرنے کی آرزو رہی۔ بابر، ھمایوں اور اکبر کے مقابلے میں شاہجہان کے دور میں ایران کے زیر پرچم اور وسطی ایشیا کے علاقوں میں مغل حکومت کا جھنڈا بڑی کامیابی کے ساتھ لہراتا رہا۔ اکبر نے بابر اور ھمایوں کی خواہش کی تکمیل ۱۵۹۵ء میں قندھار میں مغل حکومت کا جھنڈا گاڑنے اور وہاں سے ایرانی حکومت کو اکھاڑنے کی صورت میں کی۔ لیکن جہانگیر کے عہد میں ایران کے عباسی حکمرانوں نے ۱۶۲۳ء میں دہائیوں کی مسلسل کوششوں کے بعد قندھار کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ قندھار کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے شاہجہان نے تین بار قندھار کا محاصرہ کیا۔ لیکن جانی اور مالی اعتبار سے غیر معمولی نقصانات اٹھانے کے باوجود بھی قندھار دوبارہ حاصل نہیں کیا جاسکا۔ بلخ اور

بدخشان کو اپنی سلطنت کے ساتھ ملانے کے لیے شاہجہان نے زبردست مہم چھیڑ کر اپنے آباء کے ان پسندیدہ علاقوں کو ۱۶۴۶ء میں فتح کیا۔ ان علاقوں کو فتح کرکے مراد کے واپس لوٹنے کے بعد شاہجہان نے اورنگ زیب کو وہاں روانہ کیا۔ اورنگ زیب نے ازبیگوں UZBEGS کی شدید مزاحمت کا مقابلہ بڑی مہارت سے کرکے بلخ اور بدخشان میں مغل پرچم لہرائے رکھا۔ اس کامیابی نے اورنگ زیب کو بخارا پر چڑھائی کرنے کا حوصلہ بخشا لیکن ان کی ناکامی میں مخالف مزاحمت کاروں سے زیادہ بے رحم برف باری نے اپنا حصہ ادا کیا۔ S. C. ROY CHOUDRY اس روداد کا خاکہ کھینچتے ہوئے I. N. SARKAR کی عبارت کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"FIVE HUNDRED SOLDIERS FELL IN BATTLE AND TEN TIMES THAT NUMBER (INCLUDING CAMP FOLLOWERS) WERE STAIN BY THE COLD AND SNOW ON THE MOUNTAINS" — (۲)

وسطی ایشیا اور ایران کے علاقوں میں مغلوں کی مہم جوئیاں یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ مغل اپنے اصلی وطن کی مٹی، اس کی تہذیب و ثقافت اور اس کی معاشرت کے ساتھ دلی طور منسلک رہنا چاہتے تھے۔ اگر مغل حکمران وسطی ایشیا کی تہذیب و ثقافت کی اہمیت کو محسوس کرنے سے قاصر ہوتے تو وہ ھندوستان کے ثقافتی رنگ میں ہی رنگ جاتے۔ انہوں نے جس انداز میں ھندوستان کے علوم و فنون پر گہری چھاپ ڈال کر اپنی آبائی ثقافت کے مختلف پہلوؤں کو فروغ بخشا وہ آج بھی شاندار تعمیری یادگاروں، باغات، قلعوں، نہروں، مصوری کے مثالی نمونوں، شعر و ادب کے بیش بہا خزانوں اور دیگر فنی آثار کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مغل حکمران وسطی ایشیا اور ھندوستان کے درمیان ایک یکساں معاشرتی ہئیت پیدا کرنے میں منہمک رہے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ ہسٹری آف مغل انڈیا کے مصنف ایس سی۔ رائے چودھری کی مندرجہ ذیل عبارت سے وسطی ایشیا اور مغل ھندوستان کے مابین

ثقافتی تعلقات کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ کرنا بہت حد تک ممکن ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں:۔

The Mughals were not only great Patrons of fine arts, They also encouraged literary activities. Some of the Mughal rulers were themselves great Scholars and writers and have left valuable works of great historecal significance. Babur, the founder of Mughal Empire, brought with him poets and scholers from Central Asia and provided encouragement to both persion and turkish writers, Some of the important Scholars, which he brought from Central Asia to india included Abdul wahid Farighi, Nadir samarqandi and Tahir Khawandi. He was himself a known poet and a great historian .... Sulaiman Shah, a Cousin of Babur was also a good poet of Turkish and persian .... The other prominent literary figures of Babur's time were Sheikh Zainuddin Mulla Shihab and Khawndmir. Babar's daughter Gulbadan Begum was also a great Scholar.... (۳)

ہمایوں بھی سخن سرا تھے۔ وہ نثر اور نظم میں لکھنے پر مکمل عبور رکھتے تھے
ان کے دور میں فارسی زبان کے علاوہ ھندی زبان میں بھی سخنوروں نے قابل قدر کارنامے انجام
دئے۔ انہوں نے ھندی زبان کے اہم شاہکاروں جیسے سنگھاسن بتیسی کا ترجمہ فارسی زبان میں
کرادیا۔ اکبر کا دور جس طرح فتوحات، تعمیرات، جود و سخاوت اور رعب و ہیبت میں منفرد تھا۔ اسی طرح

علم وادب اور ثقافت کے فروغ کے لحاظ سے بھی اکبر کا دور مثالی تھا۔ نظم اور نثر دونوں کو اکبر کی خصوصی سرپرستی میں چار چاند لگ گئے۔ یادگار زمانہ ادبی اور علمی شاہکار معرض وجود میں آگئے۔ اس دور میں ترجمہ کاری پر خصوصی توجہ دی گئی۔ سنسکرت، عربی، ترکی اور یونانی زبانوں کے اہم علمی وادبی سرمایہ کو فارسی زبان میں ڈالدیا گیا۔ ھندی زبان کو اکبر کے عہد میں غیر معمولی فروغ ملا۔ جہاں جہاں اکبر کی سلطنت کا پرچم لہراتا تھا وہاں ھندی زبان اور ھندوستانی ثقافت کو پہنچانے میں اکبر نے کافی دلچسپی دکھائی۔ جہانگیر کی طبیعت اپنے والد اور اجداد کے مقابلے میں کم جنگجویانہ تھی۔ وہ علم دوست اور ادب پرور شخصیت کے مالک تھے۔ تزکِ جہانگیری ان کی ایک لافانی یادگار ہے۔ شعراء وادباء کو جہانگیر کے دور میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ھندی زبان کو اُس کے دور میں انتہائی موافق فضا میسر آئی۔ اس طرح مغل ھندوستان اور وسطی ایشیا میں ایک ثقافتی ہم رنگی پیدا کرنے میں سب سے اہم حصہ مغل حکمرانوں نے اپنے ذاتی اوصاف سے ادا کیا۔ ثقافتوں کے فروغ میں سب سے اہم کردار زبانیں نبھاتی ہیں۔ اس لیے یہ وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مغلوں نے ھندوستان میں ترکی اور فارسی کی حوصلہ افزائی کرکے اور ھندی زبانوں کے نامور شعراء پیدا کرکے ھندوستان اور وسطی ایشیا کے درمیان علم وادب اور تمدن و ثقافت کی بنیادیں مستحکم کرنے میں قابل قدر حصہ ادا کیا۔

شاہجہان، داراشکوہ اور اورنگ زیب نے بھی اپنے پیشرؤں کی طرف سے وسطی ایشیا اور ھندوستان کے درمیان تہذیب و ثقافت کے لیے ڈالی گئی بنیادوں کو مزید استحکام بخشنے میں انتہائی فراخدلی کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ مغل تاجداروں میں اورنگ زیب عالمگیر کی طرز زندگی بالکل مختلف تھی۔ آپ انتہائی جرأت مند، مدبر اور باصلاحیت سپہ سالار، کامیاب منتظم، مثالی معاملہ فہم سخن شناس، زکی الحس اور امور خسروانہ کے رموز سے باخبر ہوتے کے باوصف بھی انتہائی سادہ طبیعت اور خدا ترس شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی شخصیت میں دنیا شناسی اور دینداری کا ایک حسین امتزاج موجود تھا۔ اورنگ زیب کی شخصیت کا ہر گوشہ صبغت اللہ میں

رنگا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نہ اکبر کی طرح "دین الٰہی" کی جیسی گمراہی کے مرتکب ہوئے اور نہ ہی جہانگیر کی طرح رقص و سرود اور شراب و رباب کے دلدادہ تھے۔ آپ کی فکر و نظر، سیاست و معاشرت اور سفارت و حکومت پر اسلامی سوچ کا غلبہ تھا۔ اورنگ زیب کی شخصیت کے بارے میں اس اجمالی خاکہ کشی سے جو بات منظرِ عام پر لانا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے دورِ حکومت میں ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کے ساتھ اسی مخصوص مزاج کے ساتھ برتاؤ کیا۔ اگرچہ اورنگ زیب نے اپنے پیشرو مغل حکمرانوں کے برعکس شعر گوئی، مصوری، رقص و سرود اور بزم آرائیوں سے اجتناب کیا تاہم اس دور میں شعر و ادب کا ایک قابل قدر سرمایہ وجود میں آگیا۔ اکثر انگریز اور ہندو مورخوں نے اورنگ زیب کو ایک راسخ العقیدہ مسلمان حکمران سے زیادہ ایک متعصب اور ہندو دشمن بادشاہ کی حیثیت سے ہی پیش کیا ہے۔ جس سے حقائق کو در پردہ رکھا گیا ہے۔ اس طرح کی تاریخی تحریفات کا منبع کیمبرج ہسٹری آف انڈیا اور کیمبرج ہسٹری آف اسلام جیسی تواریخ ہیں۔ کیمبرج ہسٹری اف اسلام کے بارے میں ایک عیسائی دانشور پروفیسر ایڈورڈ سعید نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ORIENTALISM میں لکھا ہے:

"Moreover, not only does The Cambridge History of Islam radically misconceive and misrepresent Islam as a religion, it also has no corporate idea of itself as a history of few such enormous enterprises can it be true, as it is of this one, that ideas and methodological intelligence are almost entirely absent from it" —4—

ایران اور وسطی ایشیا کے ساتھ مغل دور کے ہندوستان کے متنوع تعلقات میں سفارتی تعلقات بھی بڑی تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ چنانچہ ممالک اور ادوار کی سیاسی اور معاشرتی تواریخ کی تکمیل میں اُن ممالک اور ان ادوار کی سفارتی سرگرمیاں اور کامیابیاں ناقابل فراموش حصہ ادا کرتی ہیں۔ اس بات کی طرف پہلے بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ مغل حکمرانوں نے ہندوستان اور وسطی ایشیا کے درمیان علمی، ادبی، ثقافتی، سیاسی اور سفارتی میدانوں میں تعلقات مستحکم کرنے میں غیر معمولی دلچسپی دکھائی ہے۔ وسطی ایشیا کے ساتھ مغل ہندوستان کے سفارتی تعلقات کے شواہد باقاعدہ طور پر اکبر کے زمانے سے ملتے ہیں۔ اگرچہ ابتدا میں بلخ میں نضر محمد، بدخشان میں میرزا سلیمان اور کابل میں مرزا حاکم کی حکومت ہونے کی وجہ سے اکبر وسطی ایشیا کے ساتھ سفارتی تعلقات میں چنداں موثر نہیں تھا تاہم بعد میں یہ سفارتی جمود باقی نہیں رہا۔ توران کے حکمران کا پہلا سفارتی وفد ۱۵۷۲ء میں اکبر کے دربار میں پورے سفارتی شان وشوکت کے ساتھ پہنچا۔ جب تک توران میں عبداللہ خان کی حکومت تھی اس وقت تک اکبر نے ایران کی طرف بے التفاتی کا مظاہرہ کیا اور عبداللہ خان کی وفات کے بعد اس نے ایران کے ساتھ اپنے تعلقات میں تبدیلی لائی لیکن اس کے نتایج اکبر کے منشا کے مطابق نہیں برآمد ہوئے۔

اس کے بعد توران میں سیاسی فضا میں تغیر نمودار ہوا اور ایران بھی اس پورے خطے میں اپنے عزایم کے مطابق ایک نیا سیاسی ماحول پیدا کرنے کی تگ ودو میں مصروف رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طویل وقت تک ہندوستان اور اس خطے کے درمیان سفارتی تعطل پیدا ہوا۔ ۱۶۲۱ء میں یہ تعلقات اس وقت بحال ہوگئے جب بخارا کے حکمران نضر محمد نے نورجہاں کے پاس ایک وفد بھیجا۔ اس طرح جہانگیر کے دور میں بھی سفارتی روابط وسعت پاتے رہے۔ جہانگیر بھی ایران کے ساتھ زیادہ قریب نہیں رہا اور وسطی ایشیا کے حکمرانوں کی سیاسی نہج بھی کچھ اس طرح کی تھی۔ جہانگیر کی وفات اور نضر محمد کی معاملہ نافہمی نے باہمی تعلقات کو پھر متاثر کیا۔ جہانگیر کے بعد جب شاہجہاں تخت نشین ہوا تو اس نے ایران

کے ساتھ نئے تناظر میں دوستانہ تعلقات بڑھانا شروع کئے۔ اگرچہ توران کے ساتھ شاہجہاں نے کوئی مخاصمت نہیں کی تاہم ایران کے ساتھ ہندوستان کے خوشگوار ماحول نے توران اور ہندوستان کے مابین تعلقات کو متاثر کیے بنا نہیں چھوڑا۔ شاہجہاں کے دور میں بہرحال ہندوستان اور وسطی ایشیا اور ایران کے درمیان سفارتی رشتے منقطع ہونے سے بچ گئے۔ وفود اور شاہانہ تحائف کا تبادلہ ہوتا رہا۔

مغل ہندوستان کے تمام حکمرانوں میں اورنگ زیب کو انگریز اور ہندو مورخوں نے سب سے زیادہ غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ اُن کو نہ صرف ہندو دشمن، شیعہ مسلمانوں کا مخاصم ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے والے اور مندروں کو مسمار کرنے والے حکمران کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ ان کو متعصب ہٹ دھرم اور تنگ نظر BIGOT کہنے سے بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی گئی ہے۔ بعض مورخوں نے اس ہمہ گیر شخصیت کے مالک درویش صفت حکمران کا حلیہ بگاڑ کر جس طرح تاریخ کے ساتھ زیادتی کی ہے اس پر ٹی ایس ایلیٹ کا یہ قول صدفی صد صادق آتا ہے۔

"HISTORY HAS MANY CUNNING PASSAGES, CONTRIVED CORRIDORS"

تاریخ، سیاسیات، سماجیات اور ادب و ثقافت کے طالب علموں کیلئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں ہندوستان اور وسطی ایشیا کے مابین سفارتی روابط سے متعلق مستند اور معتبر شواہد کی پے گیری کریں، کیونکہ جس طرح اورنگ زیب کے دوسرے کارناموں کی غلط توجیہات کی گئی ہیں۔ بالکل اسی طرح سفارتی وفود کے ساتھ ان کے برتاؤ اور حسن سلوک کو بھی ان کے ذاتی اغراض پر معمول کرنے کے علاوہ ان پر اسراف کا الزام لگا کر ان کے تقویٰ شعار طریقۂ حکومت کے سامنے بھی سوالیہ نشان لگا دیا گیا ہے۔ وی۔ڈی۔ مہاجن اپنی تصنیف "مسلم رول ان انڈیا" میں سرجے این سرکار کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"HIS POLICY AT THE BEGINNING WAS TO DAZZLE

THE EYES OF FOREIGN PRINCESS BY THE LAVISH GIFTS OF PRESENTS TO THEM AND THEIR ENVOYS, AND INDUCE THE OUTER MUSLIM WORLD TO FORGET HIS TREATMENT OF HIS FATHER AND BROTHERS, OR AT THE BEST TO SHOW COURTERY TO THE SUCCESSFUL MAN OF ACTION AND MASTER OF INDIA'S UNTOLD WEALTH, ESPECIALLY WHEN HE WAS FREE WITH HIS MONEY"-٥-

اورنگ زیب عالمگیر کے پاس مختلف ممالک سے اور مختلف حکمرانوں کی طرف سے اعزازی وفود آیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس مکہ معظمہ، ایران، بخارا، بلخ، کاشغر، خیوا اور بعض دوسرے خطوں اور حکمرانوں سے سفارتی اور اعزازی وفود آتے تھے۔ مسلم رول ان انڈیا کے مصنف نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"AURANGZEB RECIEVED "COMPLIMENTARY EMBASSIES" FROM SHARIEF OF MECCA, KING OF PERSIA, BALAKH, BOKHARA, ABYSSINIA KASHGAR, KHIRA, AND THE TURKISH GOVERNORS OF BASRA, YAMAN, MECCA AND HADRAMAUT (Hadramaut) BETWEEN 1661 – AND 1667 – AN AMBASSIDER FROM – CONSTANTINOPLE WAS RECEIVED IN 1690"—٦—

بلخ کے حکمران سبحان قلی کے ایک ملازم قلیچ بیگ نے ۱۰۷۱ھ کی ابتداء میں بلخ سے اورنگ زیب کے لیے ۲۷ گھوڑے اور کچھ پھل تحفے کے طور پر لائے اور اسے بھی دربار عالمگیری سے مناسب معاوضے سے نوازا گیا۔ اس کے دو ماہ بعد بلخ کے حکمران کی طرف سے ابراہیم بیگ

باقاعدہ سفارتی وفد لے کر آیا اور اس نے اپنے حکمران کا ایک خط اپنے ساتھ لایا۔ اس کے علاوہ وفد نے ہیرے جواہرات، وسطی ایشیا کی کچھ نادر اشیاء (CENTRAL ASIAN RARITIES) گھوڑے، اونٹ اور خچر بھی شاہی دربار میں تحفے کے طور پر پیش کئے۔ اورنگ زیب نے بلخ کے سفیر کو پندرہ ہزار روپے، جواہرات سے مرصع ایک کمربند، قیام کے لیے ایک شاندار رہائش گاہ اور دیکھ بھال کے لیے ایک نوکر عطا کر کے شاندار روایت قائم کی۔

اورنگ زیب کی تخت نشینی کے موقع پر مبارک بادی پیش کرنے کے لیے اسی دوران ایران کا ایک وزیر بھی آیا ہوا تھا۔ ساتھ ہی بخارا کے حاکم عبدالعزیز کے سفارتی وفد کے بارے میں کابل کے گورنر نے دربار عالمگیری میں ایک پیغام پہنچایا۔ بخارا کے سفیر نے عبدالعزیز کا ایک خط اور ایک نہایت ہی خوبصورت ہیرا جس کی قیمت ۴۰,۰۰۰ روپے تھی اورنگ زیب کی خدمت میں پیش کیا۔ شاہی دربار کی طرف سے بخارا کے سفیر کے اعزاز میں ایک پرشکوہ دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ اورنگ زیب نے مصطفےٰ خان کو اظہار تشکر ادا کرنے کی خاطر بخارا کے حاکم عبدالعزیز اور بلخ کے حاکم سبحان قلی کی خدمت میں زر و جواہرات کے بہت ہی بیش بہا تحائف کے ساتھ روانہ کیا۔ اورنگ زیب نے عبدالعزیز کے نام اپنی طرف سے ایک خط بھی روانہ کر دیا۔ بلخ اور بخارا سے اس کے بعد بھی سفارتی وفود آتے رہے اور ان کی تواضع انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ کی جاتی رہی۔

اورنگ زیب نے ۱۰۸۰ھ میں تاز خان کو عبدالعزیز اور سبحان قلی کے لیے بالترتیب دو لاکھ اور ایک لاکھ بیس ہزار روپے کے ساتھ روانہ کیا۔ ۱۰۹۱ھ میں توران میں قحط پڑ گیا اور اندرونی خانہ جنگی بھی شروع ہو گئی۔ سبحان قلی نے اپنے معتمد قلندر بیگ کو فوراً ایک خط اور کچھ معیاری تحائف کے ساتھ اپنے معتمد دوست اورنگ زیب کے پاس بھیجا۔ ان دنوں اورنگ زیب افغانیوں اور غزالیوں کی اندرونی انتشاری کیفیت کی بدولت قدرے مضطرب تھے۔ انھوں نے ۱۰۹۶ھ میں وفادار خان کو عمدہ تحائف کے ساتھ بخارا روانہ کر دیا۔

اورنگ زیب کو اگرچہ ایران کی طرف سے بے اطمینانی کی صورت حال کا سامنا رہا تاہم انہوں نے کبھی بھی اپنے پیشرو مغل حکمرانوں کی طرح وسطی ایشیا کے اندرونی جھگڑوں میں مداخلت کرنا نہیں چاہی۔ البتہ قندھار کی بازیابی اس کا خواب تھا جس کے لئے وہ وسطی ایشیا میں اپنے لیے موافق حالات کے خواہاں تھے۔ اورنگ زیب کے پاس کاشغر اور ارجنگ سے بھی وفود آتے رہے۔

مندرجہ بالا اجمالی بحث کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر اپنے پیشرو مغل حکمرانوں کی روش سے ہٹ کر رہنے کے باوصف بھی ایران اور وسطی ایشیا کے ساتھ جڑے رہے۔ اور انہوں نے ہندوستان اور وسطی ایشیا کے درمیان خوشگوار سیاسی اور سفارتی فضا پیدا کرنے میں ایک باصلاحیت حکمران ہونے کا ثبوت دیا۔ وقت کی ضرورت ہے کہ تعصبات اور بے جا طرفداریوں سے بالاتر ہو کر خالص علمی حقائق اور تاریخی سچائیوں کی بنیاد پر ہی مغل عہد کے اس آخری باصلاحیت حکمرانوں کی کارکردگیوں کی جانچ پرکھ کر کے موجودہ اور آیندہ نسل کے سامنے بے داغ تاریخی حقائق رکھے جائیں۔ ملت اسلامیہ کے نابغۂ روزگار مفکر علامہ اقبال اس مغل تاجدار کے بارے میں مندرجہ ذیل چند اشعار کہہ کر ایک شاہ کلید فراہم کر کے بعض تحقیق طلب حقائق کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہیں ؎

کور ذوقان داستانہا ساختند وسعت ادراک او نشناختند
شعلۂ توحید را پروانہ بود چوں براہیم اندریں بتخانہ بود

در صف شاہنشہان یکتاستی
فقر او از تربتش پیداستی

★

REFRENCES..

1. TARIKHI MANAZIL BUKHARA, BY HIFIZ MOHAMMAD FAZIL KHAN. TRANSLATED AND EDITED BY DR. IQTIDAR HUSSAIN SIDDIGUI.

2. HISTORY OF MUGHAL INDIA BY S.C. RAYCHOUDHARY SURJECT PUBLICATIONS, P NO. 162

3. HISTORY OF MUGHAL INDIA BY S.C. RAYCHOUDHARY SURJECT PUBLICATIONS, P.NO- 292-95

4. ORIENTALISM, BY PROF EDWAR W. SAID, PENGUINE BOOKS, P.NO 302.

5. MUSLIM RULE IN INDIA BY V.D. MAHAJAN, S. CHAND AND CO, NEW DELHI_ P.NO.178

6. MUSLIM RULE IN INDIA BY V.D. MAHAJAN, S. CHAND AND CO, NEW DELHI, P.NO-178